تاریخ

فرمایا حَرَّہ وَاقم کا مشہور واقعہ ۶۳ھ میں پیش آیا تھا۔ قصہ یہ تھا کہ حضرات اہل مدینہ میں سے انصار رضی اللہ عنہم کا ایک وفد یزید کے دربار میں دمشق گیا۔ یزید نے اگر چہ ان کے ساتھ حسن سلوک کیا لیکن انھوں نے جب یزید کی زندگی کو شریعت کے خلاف اعمال سے پُر پایا، تو صبر نہ کر سکے اور مدینہ منورہ واپس پہنچ کر ایسے فاسق و فاجر شخص کی حکومت کو تسلیم کرنے سے انکار کر دیا اور بغاوت بر پا ہوگئی۔ حضرت عبداللہ بن حنظلہ غسیل ملائکہ انصاری رحمۃ اللہ علیہ کے ہاتھ پر بیعت ہوئی اور مروان بن حکم اور تمام بنو امیہ کو مدینہ منورہ سے نکال دیا گیا۔ یزید تک جب یہ خبر پہنچی تو اس نے اہل مدینہ کی بغاوت کو ختم کرنے کے لیے ایک لشکر بھیجا، جس کا امیر مسلم بن عقبہ کو مقرر کیا۔ مدینہ منورہ سے باہر ایک مقام ''حَرَّہ وَاقم'' تھا، اس میدان میں اہل مدینہ جمع ہوئے اور یزیدی فوج اپنے کمانڈر مسلم بن عقبہ کی قیادت میں یہاں پہنچی تو بہت گھمسان پڑا۔ مہاجرین اور انصار صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کی اولادیں شہید ہوئیں، محمد بن ثابت بن قیس بن شماس، محمد بن ابی بن کعب، معاذ بن حارث ابوحلیمہ انصاری — انھیں امیر المومنین سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے مدینہ منورہ میں تراویح کا امام مقرر کیا تھا — کثیر بن افلح — سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے جن کاتبین سے مختلف مصاحف لکھوائے تھے، ان میں سے ایک یہ بھی ہیں — معقل بن سنان، عبداللہ بن حنظلہ غسیل ملائکہ، عبداللہ بن زید۔ جنھوں نے حضرت رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کے وضو کی بعض تفصیلات بیان کی ہیں اور مہاجرین و انصار کی اولاد رضی اللہ عنہم میں سے تقریباً سات سو افراد

شہید ہوئے۔ تین دن لوگ، اپنے گھروں میں خائف و ساکت بیٹھے رہے۔

اہل بیت نبوی علیہ الصلوٰۃ والسلام واقعہ کربلا سے یہ سمجھ گئے تھے کہ اب حکومت سے ٹکراؤ کے نتیجے میں اصلاح نہیں ہوگی اس لیے حضرت زین العابدین رحمۃ اللہ علیہ اس معاملے میں بالکل الگ تھلگ رہے اور حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے صاحبزادے، حضرت علی بن عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہم بھی اس میں شریک نہیں ہوئے کیونکہ یہ تمام حضرات سمجھتے تھے کہ ایک جمی ہوئی حکومت کے خلاف بغاوت سے کچھ مثبت نتائج تو برآمد ہونے کے نہیں، کیوں نہ علم کے پھیلاؤ اور عوامی فلاح و بہبود کے کام کیے جائیں۔

فرمایا تاریخ سے شغف رکھنے والے حضرات کو چاہیے کہ تاریخ یمن ''روح الروح'' پر کام کریں۔ اس کا ایک قلمی نسخہ دارالمصنفین اعظم گڑھ میں موجود ہے۔ تاریخ کا یہ عظیم سرمایہ حاجی عبدالکریم صاحب مرحوم و مغفور، جو کہ رشتے میں مولانا شبلی مرحوم کے ماموں ہوتے تھے، ہندوستان لائے تھے۔ اب یہ تاریخ ڈھونڈے سے بھی نہیں ملتی۔ نویں صدی ہجری کی یمن اور خلافت عثمانیہ کی تاریخ کے بہت سے اہم واقعات اور نوادرات اس کتاب میں ہیں۔ یمن میں علماء سے بھی اس کا تذکرہ ہوا تو بعض علماء کرام اس سے واقف تھے لیکن کسی ایسے کتب خانے کی نشاندہی نہ کر سکے جہاں سے اس کا کوئی قلمی نسخہ ہی سہی، مل تو جاتا۔ عیسیٰ بن لطف اللہ بن مطہر بن شرف الدین اس کے مصنف ہیں اور ۹۰۱ھ سے لے کر ۱۰۲۸ھ تک کے واقعات اور خلافت عثمانیہ اور یمن کی حکومت کے درمیان خط و کتابت کی بعض اہم دستاویزات بھی اس میں شامل ہیں۔

فرمایا محمد مہدی استر آبادی کی تاریخ نادری بھی ضرور پڑھنی چاہیے۔ نادر شاہ درانی نے خلافت عثمانیہ سے شیعہ سنی اتحاد کے لیے جو شرائط پیش کی تھیں، اس کے متعلق اہم مواد اس میں موجود ہے، لیکن افسوس کہ یہ تاریخ اب عام طور پر ملتی نہیں۔